100150 ـ بیوی کو کہا اگر فجر ہونے تک بچے کو نہ لائی تو تجھے طلاق

سوال

میرے سسر نے مجھے بیوی اور میرے بچے کو ملنے سے روک دیا، چنانچہ میں نے بیوی کو رات کے وقت ٹیلی فون کیا کہ اگر فجر سے پہلے پہلے تم میرے بچے کو نہ لائی تو تجھے طلاق.
دوسری حالت: میرے سسر نے مجھے اپنی بیوی سے روک دیا اور جب میں اسے لینے گیا تو بیوی نے جانے سے انکار کر دیا اور جھگڑنے لگی اور ہماری تلخ کلامی ہو گئی میں شدید غصہ کی حالت میں تھا تو میں نے اسے کہا " فلاں عورت (اس سے مراد اس کی بیٹی تھی) کو طلاق یہ کہہ کر میں چلا گیا.
تیسری حالت:
میرے سسر نے بیوی کو ملنے سے روک دیا میں نے صلح کے لیے سسر کے پاس کچھ آدمی بھیجے لیکن اس نے پھر بھی انکار کر دیا اور مجھے میری اولاد سے بھی ملنے سے منع کر دیا شدید غصہ کی حالت میں تلخ کلامی ہوئی اور بغیر محسوس کیے میں نے بیوی کو غصہ کی حالت میں طلاق دے دی.
برائے مہربانی مجھے اس کے بارہ میں فتوی دیں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، میں بہت پریشان ہوں.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

طلاق کے الفاظ استعمال کرنے میں تساہل سے اجتناب کرنا چاہیے اور ہر چھوٹی موٹی بات پر طلاق طلاق کا راگ نہیں الاپنا چاہیے، کیونکہ جھگڑے اور تنازع کے وقت طلاق دینا کوئی طاقت و شجاعت نہیں کہلاتا، بلکہ شجاعت و بہادری تو یہ ہے کہ غصہ میں اپنے آپ پر کنٹرول کیا جائے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے.

اس جلد بازی نے کتنے ہی خاندان تباہ کر دیے اور کتنے گھروں کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا اور کتنے ہی گھر خراب کر کے رکھ دیے کتنے بچوں کو ضائع کر دیا.

انسان کو چاہیے کہ وہ ان مشکلات کو بڑی عقلمندی کے ساتھ نرم رویہ والی فضا میں حل کرے، اور اگر اس کا مدمقابل ان صفات کے متصف نہ ہو تو اسے اس کے ساتھ بات چیت اور جھگڑا کرنے سے احتراز کرنا چاہیے، بلکہ اس کے علاج کے لیے کوئی اور وسیلہ اختیار کرے، مثلا کسی رشتہ دار اور دوست کو واسطہ بنائے، اور جھگڑا ختم کرنے کے لیے بہتر اور مناسب وقت اور جگہ کا انتخاب کرے.

دوم:

آپ كا اپنی بیوی کو ٹیلی فون کے ذریعہ " اگر فجر سے قبل بچے کو نہ لائی تو تجھے طلاق " کے الفاظ بولنا یہ شرط پر معلق طلاق کہلاتی ہے، چنانچہ اگر بیوی فجر سے قبل بچہ لے آئی تو طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن اگر فجر ہونے تك وہ بچہ نہ لائی تو جمہور کے قول کے مطابق اسے طلاق رجعی ہو جائیگی.

لیکن بعض اہل علم کے ہاں متکلم کی نیت دیکھی جائیگی کہ وہ اس کلام سے کیا مراد لے رہا ہے، اگر تو بچہ نہ لانے کی صورت میں اس کی مراد طلاق واقع کرنا ہے، تو طلاق واقع ہو جائیگی.

لیکن اگر وہ اس سے بیوی کو دھمکانا چاہتا ہو یا پھر بچے کو لانے پر ابھارنا چاہے تو اور طلاق کا ارادہ نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن قسم ٹوٹنے کی صورت میں اسے قسم کا کفارہ دینا ہو گا اور طلاق واقع نہیں ہوگی.

یہ دوسرا قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور مستقل فتاوی کمیٹی کے علماء کرام اور شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے.

مزید آپ سوال نمبر (82400) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

لیکن آپ نے بیان نہیں کیا کہ پھر کیا ہوا، بالفرض اگر بیوی بچہ لے کر نہیں آئی تو - جمہور کے مسلك کے مطابق - اسے ایك طلاق ہو گئی ہے، اور آپ کو عدت کے اندر اندر رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر یہ طلاق تیسری نہ ہو، چاہے بیوی رجوع پر راضی ہو یا نہ راضی ہو، لیکن عدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نیا نکاح نئے مہر کے ساتھ ہوگا.

شدید غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی اہل علم کی کلام میں راجح یہی ہے، اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (22034) اور (45174) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اس بنا پر اگر آپ نے شدید غصہ کی حالت میں طلاق کے الفاظ بولے ہیں، یعنی وہ اس طرح کہ اگر غصہ نہ ہوتا تو آپ طلاق نہ دیتے، تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی.

طلاق کے مسائل میں شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے تا کہ الفاظ کے بارہ میں جانا جا سکے، اور اس کی تفصیل معلوم ہوں اور اگر ضرورت پڑے تو دونوں طرف سے بات سنی جا سکے.

اللہ سبحانہ و تعالی سب کو اپنی پسند اور رضامندی والے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .